خدا کے تحفے

Gifts Of God

کافی وقت پہلے، شاید اکتوبر ۱۹۹۶ میں، بورڈ آف گورنرز آئی آئی ایم ایکس نے ایک فیکلٹی ممبر کے مشورے پر مہر لگائی کہ پی جی پی کی نشستیں ۱۲۰ سے بڑھا کر ۱۸۰ کر دی جائیں، اگرچہ ڈائریکٹر اس کے حق میں نہیں تھے۔ جگہ کو مزید وسعت دی گئی اور جولائی ۱۹۹۷ میں داخلوں کی تعداد ۱۸۰ تک بڑھا دی گئی۔

لیکن فیکلٹی کی کمی بھی کچھ شعبہ جات میں تھی، خاص کر اسٹریٹجک مینجمنٹ کے شعبے میں۔ دوسرے سال میں دو لازمی کورسز تھے، حکمتِ عملی کی تشکیل اور حکمتِ عملی کا نفاذ، اور ادھر بس دو استاد تھے: پروفیسر پاٹھک اور پروفیسر بوس۔ پروفیسر پاٹھک کے پاس اس شعبے کی اہلیت بھی تھی اور تجربہ بھی، البتہ پروفیسر بوس کے پاس باقاعدہ ڈگری نہیں تھی، مگر انہیں انٹرپرینیورشپ انسٹی ٹیوٹ کے تجربے کی وجہ سے اس میدان میں دلچسپی پیدا ہوگئی تھی۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ ڈائریکٹر نے یہ فیصلہ لیا کہ پروفیسر بوس کو دو سال کی چھٹی دی جائے، جو جولائی ۱۹۹۷ سے شروع ہوتی تھی۔

زیادہ تر اساتذہ دو۔ تین کورسز سے زیادہ نہیں پڑھاتے تھے، لیکن ادارے کی ضرورت کے پیشِ نظر پروفیسر پاٹھک نے جولائی سے ستمبر ۱۹۹۷ تک پی جی پی کے سیکشنز میں پڑھانے کی رضامندی ظاہر کی، باوجود اس کے کہ وہ اکثر دوسروں کے مقابلے میں ایم ڈی پی/ایف ڈی پی، تحقیق وغیرہ کے کاموں میں مصروف رہتے تھے، اور تحقیقی کانفرنسوں میں بھی شرکت کرتے تھے (و بورڈ آف گورنرز کو اکثر متاثر کرتی تھیں)۔ اسی وجہ سے وہ نئے اختیاری مضامین شروع نہیں کر پائے۔

مسئلہ اگلے سال شدت اختیار کر گیا جب پی جی پی میں داخلے کی شرح ۱۸۰ ہوگئی اور ہر کورس کے تین سیکشن بن گئے، جبکہ پروفیسر پاٹھک اکیلے تھے۔ تبھی انہیں پہلے ڈین (اکیڈمک افیئرز) کی ذمہ داری بھی سونپی گئی، وہ بھی ڈائریکٹر کی خواہش کے خلاف، کیونکہ یہ تقرری سلیکشن بورڈ کمیٹی نے کی تھی۔ آئی آئی ایم کی تیس سالہ تاریخ میں کسی نے بھی دو ٹرمز میں چھ کورسز نہیں پڑھائے تھے۔ ڈائریکٹر کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کے باوجود، ڈین کے نئے دفتر کی تشکیل ایک بہت بڑا کام تھا۔

انہوں نے گیسٹ یا وزٹنگ فیکلٹی لانے کی کوشش کی، لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ البتہ ایل بی ایس سے ایک فیکلٹی نے آدھا کورس پڑھانے کی حامی بھر لی، لیکن یہ کافی نہیں تھا۔ دو سمسٹروں میں تین تین سیکشنز کی جانچ کا بوجھ وقت پر مکمل کرنا مشکل تھا۔ اس لیے پروفیسر پاٹھک نے ازسرِ نو ترتیب دے کر دونوں کورسز کو ملا کر ڈیڑھ کورس (دو کورسز ۶۰ گھنٹے کے بجائے ۴۵ گھنٹے) کر دیا، جس سے انہوں نے نو گھنٹے پروجیکٹ پریزنٹیشن کے لیے بچا لیے (اب ایک پروجیکٹ اور ایک اختتامی نشست ہر کلاس میں رکھی گئی)۔ انہوں نے دو موضوعات کو بھی حذف کر کے انہیں ''تبدیلی اور تبدیلی کے نظم و نسق'' سے متعلق اختیاری کورسز میں منتقل

کر دیا۔ مجموعی طور پر انہیں ایک سمسٹر میں تقریباً چار کورسز کا بوجھ اٹھانا تھا، اس کے علاوہ دیگر ذمہ داریاں بھی تھیں۔

فیکلٹی سے منظوری حاصل کرنا آسان کام نہیں تھا، جہاں ہنگامہ خیز اساتذہ نے اس بات پر سوال اٹھایا کہ ۶۰ گھنٹے کے دو کورسز کو ۴۵ گھنٹے کے ایک کورس میں کیسے بدلا جا سکتا ہے۔ یہ دلیل کہ کسی ادارے میں ایک سے زیادہ کورسز نہیں ہوتے، کارگر ثابت نہ ہوسکی۔ ایک استاد کے لیے چھ کورسز پڑھانا ممکن نہ ہونے کی بات کو بھی قبولیت نہیں ملی، کیونکہ کچھ اساتذہ، جو خود تین چار سے زیادہ کورسز نہیں پڑھا رہے تھے، اس بات پر ڈٹے رہے کہ کسی ایک استاد کی سہولت کے لیے کورس کو ضم نہیں کیا جانا چاہیے۔

آخر کار مایوس ہو کر پروفیسر پاٹھک نے فیکلٹی کونسل سے پوچھا: ادارہ یہ کورسز کیسے چلائے گا اگر میں بیمار ہو جاؤں یا مر جاؤں؟ اس سوال کا کسی کے پاس جواب نہیں تھا، اور کورسز کو ملانے کی منظوری مل گئی۔

ڈیڑھ ماہ بعد وہ ایک تحقیقی مقالہ WACRA کی ایک عالمی کانفرنس میں، جو مارسیلی، فرانس میں منعقد ہو رہی تھی، پیش کرنے جا رہے تھے۔ یہ ان دنوں ایک نادر موقع سمجھا جاتا تھا۔ اس طرح کے بیرونِ ملک دوروں کے لیے بورڈ کی اجازت ضروری ہوتی تھی۔ یہ ادارے میں دوسری بار تھا کہ کوئی استاد عالمی کانفرنس کے لیے جا رہا تھا؛ پہلی بار پروفیسر پاٹھک پانچ سال پہلے جا چکے تھے۔ اس کے فوراً بعد اسٹریٹجک مینجمنٹ (SM) کا کورس شروع ہونا تھا۔

لیکن قسمت کو کچھ اور منظور تھا۔ ۲۵ جون ۱۹۹۸ کو انہیں ایک حادثہ پیش آیا۔ شادی کی ایک تقریب میں ایک چھوٹی بس، جس میں خاندان کے افراد سوار تھے، پلٹ گئی۔ "میں نے موت کو قریب سے دیکھا"۔ خوش قسمتی سے پولیس کی گاڑی نے یہ منظر دیکھا اور وہ انہیں اسپتال لے گئے۔ اس میں بارہ افراد شدید زخمی ہوئے، جن میں ڈاکٹر پاٹھک بھی تھے۔ اُن کے بائیں ہاتھ کی انگلی کچل گئی اور دائیں کندھے میں دراڑ آ گئی۔ واپس جانے کے لیے کوئی ریزرویشن دستیاب نہیں تھی اور ان کی حالت زمینی سفر کے قابل نہیں تھی۔ ''میں بہت پریشان تھا اور مجھے لگ رہا تھا سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ سب خدا کی حکمت ہے''۔

ایک ہفتے بعد وہ اپنے آبائی گھر پہنچ پائے، اور وہاں وہ ہڈیوں کے ڈاکٹر سے ملے۔ انہوں نے کہا کہ اس پر پلاسٹر نہیں کیا جا سکتا، لیکن بازو کو حرکت سے بچانے کے لیے بینڈیج استعمال کرنا پڑے گا۔ ڈاکٹر نے یہ بھی کہا کہ ٹھیک ہونے میں کچھ وقت لگے گا۔

ڈاکٹر حیران رہ گیا جب پروفیسر پاٹھک نے پوچھا کہ کیا وہ اس حالت میں دو دن بعد مذکورہ کانفرنس میں جا سکتے ہیں۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹر نے خود کو سنبھالا اور پوچھا کہ وہ کیسے جائیں گے، کیا اُن کا گزر ریبڑ سے ہوگا؟ جس کا جواب پروفیسر پاٹھک نے نفی میں دیا۔ پروفیسر پاٹھک کو محسوس ہوا کہ اگرچہ وہ اُن کے ہاتھ بوجھ نہیں اُٹھا سکتے، لیکن چل سکتے ہیں اور دو زخموں کے علاوہ باقی سب ٹھیک ہے۔ وہ بازار گئے اور ایک لمبا لٹکانے والا بستہ خریدا۔ انہوں نے یہ بھی محسوس کیا کہ زخم جسم کے دو مختلف حصوں پر تھے۔

اس کے بعد انہوں نے ڈھیلے سائز کی کھلے بازوؤں والی چند قمیضیں خریدیں اور انگوٹھے اور بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کی مدد سے پہننے لگے۔ آہستہ آہستہ وہ بایاں بازو پہننے میں کامیاب ہو گئے، کیونکہ وہ نسبتاً ٹھیک تھا، جبکہ کندھے میں دراڑ تھی۔ انہوں نے احتیاط سے باقی چیزیں بستے میں رکھیں اور بستے کی پٹی کو دائیں ہاتھ سے اٹھا کر بائیں کندھے پر ڈال لیا۔ آہستہ آہستہ وہ کھڑے ہوئے اور چلنے لگے۔ یوں وہ سفر کے لیے تیار تھے۔

ڈاکٹر نے اجازت دے دی۔ ڈاکٹر پاٹھک کے لیے یہ ایک غیر معمولی تجربہ تھا کہ لکھنؤ سے مارسیلی اور واپس تک کتنے لوگوں نے ازخود انہیں سہولت پہنچانے کے لیے آگے بڑھ کر مدد کی۔ مختصراً یہ کہ ان کا سفر مکمل ہوا، انہیں ٹرانسفارمیشن کیس پر شاباشی ملی، اور واپسی پر وہیں اپنا چشمہ کھو بیٹھے۔

جب وہ لکھنؤ پہنچے تو وہ دائیں ہاتھ سے لکھ نہیں پا رہے تھے اور نہ ہی پڑھ سکتے تھے۔

وہ کلاس کیسے لیتے؟ ان کے پاس چشمہ نہیں تھا، وہ کلاس کی تیاری کیسے کرتے؟ "خوش قسمتی سے میری کیس بک شائع ہو چکی تھی اور ابتدائی چند نشستوں میں یا تو اسی کتاب کے کیس شامل تھے یا وہ کیسز جنہیں میں دس سال سے زیادہ عرصے سے پڑھاتا آ رہا تھا۔ لیکن کلاس کیسے لی جائے؟ میرا دایاں ہاتھ کمر سے اوپر اٹھ نہیں رہا تھا۔ میں نے بائیں ہاتھ سے کوشش کی، لیکن کامیابی نہیں ملی۔ اگلے دن میں نے دائیں ہاتھ کی کلائی کو بائیں ہاتھ کی مدد سے اٹھایا اور بورڈ کے نچلے حصے پر لکھنے لگا۔ پھر ہر دن تھوڑا اور اوپر اٹھانے کی کوشش کی، اور دو ہفتوں میں ہی میں بورڈ کے اوپری حصے پر بھی لکھنے لگا۔ باقی کورسز آرام سے اختتام کو پہنچے اور ڈین و ڈائریکٹر کے کام کا بوجھ (جن کی مدت ختم ہو چکی تھی اور آج تک بڑھائی نہیں گئی) بھی میں نے سنبھال لیا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ اگر میں کلاسس لینے کی ہمت نہ کی ہوتی تو ٹھیک ہونے میں کافی وقت لگ سکتا تھا۔

میں نے دریافت کیا کہ خدا نے ہمارے جسم کو کس قدر لچکدار بنایا ہے تا کہ ہم اسے ضرورت کے مطابق استعمال کر سکیں۔ خدا نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے، لیکن ہم اس کی قدر نہیں کرتے۔ اگر چار کورسز کا بوجھ تین ماہ کے ایک سمسٹر میں مکمل کیا جا سکتا ہے، تو پھر فیکلٹی ممبران کم از کم ۱۲۰ گھنٹے پڑھانے کی پالیسی کے خلاف کیوں غصہ ہو رہے تھے؟ کیا انہیں یہ احساس نہیں ہوا کہ خدائے بزرگ و برتر نے انہیں سال میں کم از کم ۱۶ کورسز پڑھانے کی صلاحیت عطا کی ہے، نہ کہ صرف ٦؟ یہی چیز ہمیں معاشرے کی خدمت کرنے سے روکتی ہے جتنا ہم کر سکتے ہیں،" انہوں نے اختتام کیا۔

پروفیسر پاٹھک حیران ہو گئے جب سبک دوشی کے اٹھارہ سال بعد انہیں پتہ چلا کہ سرکاری دستاویزات کے مطابق انہوں نے صرف ایک کورس پڑھایا ہے۔